

الاعتبار السنوی النہائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اہل السنۃ) پاکستان
سالانہ امتحان الشہادۃ العالمیہ (ایم۔ اے عربی و اسلامیات - سال دوم) برائے طلباء
الموافق سنۃ 1444ھ 2024ء

الوقت المحدد ثلاث ساعات
الورقة الاولى: لصحیح البخاری
مجموع الاوراق ۱۰۰

الملاحظة: اجب عن ثلثة اسئلة فقط .

السؤال الاول:- قال جابر بن عبد الله كان معاذ بن جبل يصلي مع النبي صلى الله عليه وسلم ثم يرجع فنوم فومه فصلى العشاء فقرأ أيا بقرة فأنصرف الرجل فكان معاذ ينال منه فبلغ النبي صلى الله عليه وسلم فقال فتان فتان لثث مرار و امره يسورن من اوسط المفصل .

(الف) ترجم الى الاردية واذكر التحقيق انصرف في اللكلمات المخطوط عليها؟

(ب) في قدأ الحديث دلالة على جواز القضاء المفترض بالمتفل وضع موقفك بالادلة و الجواب عنه؟

(ج) وما هي اوساط المفصل و قصار المفصل و طوال المفصل؟

السؤال الثاني:- قال حدثنا سالم عن ابيه و ربما ذكرت قول الشاعر .

و انا انظر الى وجه النبي ﷺ يستقى

فما ينزل حتى يجيش كل ميزاب

وابيض يستقى الغمام بوجهه

فمال التمامى عصمة للارامل

(الف) ترجم الى الاردية مع تشريح الشعر؟

(ب) هل صلوة الاستقاء بالجماعة مستحبة بين الخراف الفقهاء و رجع

القول المختار؟

(ج) اكتب بياناً شافياً عن جواز التوسل بالصالحين بعد وصالهم مع بيان

معنى التوسل؟

السؤال الثالث:- يقول حدي بن حاتم كنت عند النبي صلى الله عليه وسلم فجاء :

وجلان احدها يشكو العيلة و الآخر يشكو لقطع السبل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اما قطع السبل فانه لا ياتي عليك الا قليل حتى تخرج العبر الى مكة بنغير غفير .

- (الف) شكل العبارة مع بيان معنى العبر والغفير؟
 (ب) ما ذا قال النبي صلى الله عليه وسلم عن العيلة؟
 (ج) منى و ابن رجب الزكوة؟ وما لصاحبها من الذهب و الفضة و الابل و البقر و المعز و ما حكم المعنويات؟
 السؤال الرابع :- (الف) اكتب اطروحة عن مقام البخارى فى علم الحديث كرواية ورواية باللغة العربية؟
 (ب) اكتب سنة ولادة البخارى ووفاته مع بيان مذهبه الفقهى بالتفصيل باللغة العربية؟



درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء 2024ء

الورقة الاولى: لصحيح البخارى

السؤال الاول :-

قال جابر بن عبد الله كان معاذ بن جبل يصلى مع النبي صلى الله عليه وسلم لم يرجع ليوم لومه فصلى العشاء فقرأ بالبقرة فانصرف الرجل فكان معاذ يتال منه فبلغ النبي صلى الله عليه وسلم فقال لثان لثان ثلث مرار و امره بسورتين من اوسط المفصل .

- (الف) اترجم الى الازدية واذكر التحقيق الصرفى للكلمات المخطوط عليها؟
 (ب) فى هذا الحديث دلالة على جواز اقتداء المفتوح بالمتفل و طبع مزلفك بالدليل و الجواب عنه؟

(ج) و ما هى اوساط المفصل و قصار المفصل و طوال المفصل؟

جوابات :- (الف) اردو ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے پھر جا کر اپنی قوم کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔ پس

انہوں نے عشاء کی نماز پڑھائی پس اس میں سورہ بقرہ پڑھی پس ایک شخص چلا گیا (نماز چھوڑ کر)۔ پس حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اسے برا کہا۔ پس اس بات کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی۔ تو آپ نے تین بار فرمایا: تم بہت قنڈا لے رہے ہو۔ اور انہیں حکم دیا کہ اوساط مٹھل کی دوسو تمیں پڑھو۔
سرتی تصدیق:

فیوم: واحد مذکر قائب فعل مضارع معلوم ثلاثی مجرد مہوز اللہاء مضاعف ثلاثی باب نصر تنصیر
ینال: واحد مذکر قائب فعل مضارع معلوم اجوف یال از باب فتح یفتح
فتان: صیغہ اسم فاعل برائے مبالغہ

(ب) نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے کا جواز: اس حدیث مبارکہ میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے والے کی نماز درست ہے، کیونکہ حضرت معاذ پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں فرض نماز پڑھا کرتے اور بعد میں جب اپنی قوم کو جو امامت کر داتے اس میں نفل کی نیت کرتے تھے۔ ہمارے اکثر اصحاب زہری امام مالک اور فقہاء احناف کا کہنا ہے کہ نفل پڑھنے والے کی اقتداء میں فرض پڑھنا جائز نہیں، کیونکہ حدیث مبارکہ میں ہے: "امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے"۔ اس لیے کہ مقتدی کی نماز امام کی نیت سے ادا کی جاتی ہے۔

حدیث مبارکہ کا جواب: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث مبارکہ میں یہ تصریح نہیں ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں فرض نماز پڑھتے تھے اور پھر جا کر اپنی قوم کے لوگوں کو عشاء کی نماز میں نفل پڑھاتے تھے حالانکہ حدیث مبارکہ سے نفل پڑھنے والے کی اقتداء میں فرض نماز کا جواز ثابت ہے۔ اس پر اعتراض یہ ہے کہ ایک سند سے حدیث مروی ہے کہ وہ نفل نماز پڑھاتے تھے۔ ابن جریر اور ابن دینار نے بیان کیا ہے کہ مجھے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ حضرت معاذ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھتے اور پھر اپنی قوم کو جا کر پڑھاتے۔ یہ حضرت معاذ کی نفل نماز ہوتی اور ان کی قوم کی فرض۔ (سنن دارقطنی)

تو اس کا جواب یوں ہے کہ ابن عیینہ نے بھی اس حدیث کو عمر ابن دینار سے روایت کیا ہے جیسا ابن جریر نے ابن عیینہ کی روایت پر نسبت ابن جریر کے زیادہ تمام اور حسن ہے۔ اس میں یہ اضافہ نہیں ہے کہ حضرت معاذ کی وہ نفل نماز تھی اور ان کی قوم کی فرض نماز ہو سکتا ہے کہ یہ اضافہ ابن جریر یا عمرو بن دینار یا حضرت جابر کا قول ہو۔ لہذا یہ تینوں میں سے جس کا بھی قول ہو اس میں یہ دلیل نہیں ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کو جو نماز پڑھاتے تھے کہ وہ نفل نماز ہوتی تھی۔ اگر یہ ثابت ہو بھی جائے کہ وہ اپنی قوم کو نفل نماز پڑھاتے تھے تو یہ ثابت نہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے انہیں نفل پڑھاتے تھے اور نہ ہی یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ کو ان کے نفل پڑھانے کی اطلاع دی گئی اور آپ نے ان کو اس عمل پر برقرار

رکھا۔ (شرح معانی قرآن ج ۲ ص ۲۷۷) نقدی کتب خانہ گراہی

علامہ بدرالدین محمود بن احمد یعنی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

امام طحاوی کا کہنا ہے کہ یہ اضافہ زیادہ مستند روایات میں نہیں ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے لیے عشاء کی نماز قفل تھی اور ان کی قوم کے لیے فرض تھی۔ ابو البرکات ابن تیمیہ کا کہنا ہے کہ امام محمد نے اس اضافہ کو ضعیف قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ محفوظ نہیں ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس اضافہ کے صحیح نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اسے سفیان بن عیینہ، امام مسلم اور امام بخاری رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو بغیر اضافہ کے روایت کیا ہے۔

(ج) اصطلاحات کی وضاحت:

بہ: اوساط مفصل: اوساط مفصل سے مراد سورۃ النور سے لے کر سورۃ النبی تک کی سورتیں ہیں۔

بہ: قصار مفصل: قصار مفصل سے مراد سورۃ النبی سے لے کر آخر قرآن تک سورتیں ہیں۔

بہ: طوال مفصل: طوال مفصل سے مراد سورۃ الحجرات سے سورۃ البروج تک سورتیں ہیں۔

السوال الثانی:-

قال حدثنا سالم عن ابيه و ربما ذكرت قول الشاعر .

وانا الظروالى وجه النبی ﷺ ينسقى

لما ينزل حتى يبعث كل مزاب

و ابيض ينسقى الغمام بوجهه

لمال العامسى عصمة للارامل

(الف) ترجمہ الی الارذیۃ مع تشریح الشعر؟

(ب) اصل صلوۃ الاستسقاء بالجماعۃ مسنونۃ بین اختلاف الفقہاء و رجح القول المختار؟

(ج) اکتب بیتا شافیا عن حوازی التوسل بالصالحین بعد و حالہم مع بیان معنی التوسل؟

جوابات: (الف) ترجمہ الاشعار: ہمیں حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کے حوالے سے یہ حدیث بیان کی ہے انہوں نے کہا: مجھے بسا اوقات شاعر کا یہ قول یاد آتا ہے:

جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی طرف دیکھتا آپ ہارش طلب کرتے اور ابھی منبر سے شاعر نے تھے کہ ہر پرانا زور و شور سے بہہ رہا ہوتا تھا (وہ شعر یہ تھا) وہ سفید رگت والی

شخصیت جن کے ذریعے ہادل سے بارش طلب کی جاتی ہے جو تیسوں کا سہارا اور بواؤں کے سر پرست ہیں۔

تشریح الشعر: اس شعر میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ایک بار مکہ میں بارش نہ آنے کے سبب قحط سالی ہو گئی تو حضرت ابوالمطلب نے قریش کے لیے بارش کی دعا کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ تھے۔ آپ ابھی کم سن ہی تھے اس شعر میں ابو طالب نے آپ کی مدح کی ہے کیونکہ ان کے خیال میں آپ کی شان ایسی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو دیکھ کر بارش طلب کی جاتی حالانکہ انہوں نے ایسا ہوتے نہیں دیکھا تھا۔

ابو طالب کا یہ شعر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو آپ کے اعلان نبوت سے پہلے ہی پہچان گئے تھے جب سفر شام کے دوران بحیرہ راسب نے آپ کے متعلق پیش گوئی کی تھی۔

یہ واقعہ مدینہ منورہ میں بھی پیش آیا کہ جب مدینہ منورہ میں قحط/ خشک سالی ہو گئی تو لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بارش نہ آنے کی شکایت کی۔ آپ نے عید گاہ میں منبر رکھنے کا حکم دیا اور لوگوں سے فرمایا: لاں دن عید گاہ میں آجائیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت گھر سے نکلے جب سورج کا کنارہ ظاہر ہو گیا تھا آپ خبر دینے گئے۔ پھر اللہ کی حمد و ثناء کرنے کے بعد لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگوں نے بارش نہ آنے اور قحط سالی کی شکایت کی جبکہ اللہ تعالیٰ ہمیں دعا کرنے کا حکم دے رہا ہے اور تم سے وعدہ کیا ہے کہ تمہاری دعا قبول ہوگی۔ پھر آپ نے حملاات کی پھر اللہ کی حمد و ثناء بیان کی پھر آپ نے اپنے ہاتھوں کو دعا کے لیے اٹھائے کیا کہ بظلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور منبر سے اتر کر دو رکعت نماز پڑھائی۔ اللہ کے حکم سے ایک ہادل کا ٹکڑا آیا پہلے وہ کڑکا پھر چکا اور پھر بارش شروع ہو گئی۔ آپ ابھی مسجد میں پہنچے تھے کہ تمام عدا ئے بیہوش شروع ہو گئے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جلدی میں دیکھا تو سکرانے لگے حتیٰ کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہو گئیں۔

(ب) نماز استسقاء کے باجماعت مسنون ہونے میں اختلاف آغز نماز استسقاء باجماعت

مسنون ہے یا نہیں اس میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

نام ابو حنیفہ کا موقف: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز استسقاء باجماعت مسنون نہیں ہے کیونکہ ماہر استسقاء کا استسقاء کہتے ہیں اگر لوگ تنہا بھی نماز پڑھ لیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

دلیل: آپ کی دلیل یہ قرآنی آیت ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اصحاح و ادرککم الخ۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح اعلان فرمادیا ہے کہ استسقاء کے لیے نماز کی ضرورت نہیں بلکہ دعا استسقاء ہی کافی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی استسقاء کے

لیے دعا و استغفار ہی منقول ہے جو نماز نہیں۔

آخر ثلاث اور صامنین کا موقف: آخر ثلاث اور صامنین کے نزدیک نماز استقاء بالجماعت سنت ہے اور جمہور علماء کا بھی یہی قول ہے۔

دلیل: ان کی دلیل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کردہ یہ حدیث مبارکہ ہے:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی فیہ رکعتین کصلاة العید

رائع قول: آخر ثلاث اور صامنین کی بیان کردہ دلیل میں نماز استقاء ثابت ہے اور امام ابو یوسف کی بیان کردہ روایت میں ثابت نہیں ہے۔ لہذا استقاء میں نماز کا پڑھنا اور نہ پڑھنا دونوں مذکور ہیں۔ اس لیے یہ نماز باجماعت مسنون نہ ہوگی کیونکہ نماز استقاء کے باجماعت مسنون ہونے کے لیے جانب فعل کا جانب ترک سے زیادہ مؤکد اور رائج ہونا ضروری ہے اس لیے جمہور علماء کا قول رائج ہے۔

(ج) توسل بالمسالمین کا جواز: مسالمین سے ان کی وفات کے بعد توسل جائز ہے اور اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

علماء کرام فرماتے ہیں کہ اللہ کی محبوب ہستیوں سے توسل جائز ہے خواہ وہ دنیاوی زندگی میں ہوں یا بعد از زندگی کی طرف منتقل ہو چکے ہوں کیونکہ یہ لوگ ہر وقت بارگاہ الہی میں حاضر ہیں اور جو ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے وہ بھی حصول مقصد کے سلسلے میں اس کی طرف توجہ ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے چند دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دعا فرمائی: "اے اللہ! میری ماں فاطمہ بنت اسد کی سفرت فرما اور ان کی قبر کو ان کے لیے اپنے نبی اور مجھ سے پہلے انبیاء کے حق کے صدقے (توسل) سے وسیع فرما۔"

۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام کا آپ کی ذات اقدس کو وسیلہ بنانا ثابت ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں لوگ خط میں جلا ہو گئے تو حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! اپنی امت کے لیے ہادش کی دعا فرمائیں کیونکہ لوگ ہلاکت کے دہانے پر پہنچ چکے ہیں۔ خواب میں انھیں رسول اللہ کی زیارت ہوئی تو آپ نے فرمایا: جاؤ! عربین خطاب کے پاس جا کر سلام کہو اور انھیں بتاؤ کہ انھیں ہادش سے سیراب کر دیا جائے گا۔ (رواہ امام بخاری و ابن ابی شیبہ)

۳۔ امام شافعی، حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے توسل کرتے ان کی قبر پر حاضر ہو کر زیارت کرتے پھر اپنی حاجت روائی کے لیے اللہ کی بارگاہ میں انہیں وسیلہ بناتے۔ (ماریج البہار ج ۱)

۳۔ مروان اپنے زمانہ تسلط میں مسجد نبوی میں آیا اور ایک شخص کو دیکھا جو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا منہ رکھے ہوئے ہے مروان نے اسے گران سے پکڑ کر کہا جانتے ہو کیا کر رہے ہو؟ اس پر اس شخص نے جواب دیا: ہاں انہیں کسی ایسے پتھر کے پاس نہیں آیا میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوں۔ (مسند احمد ج ۳۸)

توسل کا معنی: توسل کا مطلب ہے اللہ کے محبوب بندوں کے ذکر سے برکت حاصل کرنا۔

السؤال الثالث :-

بِقَوْلِ عَبْدِ بْنِ حَاتِمٍ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَةٍ وَرَجُلَانِ أَحَدُهُمَا يَشْكُو الْعَبْلَةَ وَالْآخَرُ يَشْكُو قَطْعَ السَّبِيلِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا قَطْعُ السَّبِيلِ فَإِنَّهُ لَا يَأْتِيَنَّ عَلَيْكَ إِلَّا لَيْلٌ عَشَى تَغْرُبُ فِيهَا الْقَبِيرُ إِلَى مَكَّةَ بِغَيْرِ عَفْوَ.

(الف) کسکل العبارة مع بيان معنى العبر والغفر؟

(ب) ماذا قال النبي صلى الله عليه وسلم عن العيلة؟

(ج) متى واين وجبت الزكوة؟ وما لها بها من الذهب والفضة والابل والبقر

المعز وما حكم المعدليات؟

جوابات: (الف) كحل العبارة: اعراب اور سوالیہ حصہ میں لگا دیئے گئے ہیں۔

العبر کا معنی: العبر کا معنی ہے "تجارتی قافلہ" کیونکہ پہلے زمانہ میں یہ اونٹوں اور بیلوں پر مشتمل

ہوتا تھا اور جدید دور میں یہ رُکوں کنیشنز پر اور بحری جہازوں کے ذریعے تجارتی مال ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جاتا ہے۔

المعز کا معنی: المعز کا معنی ہے "محافظہ دہستے" یعنی محافظوں کو ڈاکوؤں سے بچانے کے لیے جو

گھرانہ دہستے ہوتے ہیں اور آج کل کنیشنز و میرہ کے ساتھ پولیس کے دہستے ہوتے ہیں۔

(ب) حملہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: علیہ کا معنی ہے "کسی شخص کا تنگ

دست اور محتاج ہونا۔ اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "اور وہی تنگ دستی قیامت اس

وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم میں سے ایک شخص اپنا صدقہ لے کر گھومتا رہے گا اور اسے صدقہ قبول کرنے والا نہ ملے گا۔"

(ب) (۱) جو بزرگوار: زکوٰۃ کی فرضیت روزوں کی فرضیت سے پہلے ۲ ہجری ماہ شوال میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔

نصاب الذہب: سونے کا نصاب ساڑھے سات تولے ہے۔

نصاب الفضة: چاندی کا نصاب ساڑھے ہاون تولہ ہے۔

نصاب الاطل: پانچ سے کم اونٹوں پر زکوٰۃ نہیں لیکن جب پانچ ہو جائیں اور گزر جائے ان پر ایک سال تو ان میں ایک بکری ہے لو تک پھر جب دس ہو جائیں تو دو بکریاں چودہ تک پھر جب پندرہ ہو جائیں تو تین بکریاں انیس تک پھر جب بیس ہو جائیں تو ان پر چار بکریاں چوبیس تک پھر جب پچیس ہو جائیں تو ایک بنت خمس پچیس تک پھر جب چھتیس ہو جائیں تو ایک بنت لیون چھتیس تک پھر جب پچاس ہو جائیں تو ایک حقہ ساٹھ تک پھر جب اسیس ہو جائیں تو پھر ایک ہندہ تک پھر جب پچھتر ہو جائیں تو پھر دو بنت لیون نوے تک پھر جب اکیانوے ہو جائیں تو پھر دو حقے ایک سو بیس تک زکوٰۃ ہوگی۔ پھر سترے سے فرض ہوگی۔

نصاب البقر: خمس سے کم پر زکوٰۃ نہ ہوگی۔ اگر خمس ہو جائیں اور ان پر ایک سال گزر جائے تو ان پر ایک چھڑا یا چھڑی اسیس تک چالیس پر دو سال کا چھڑا یا چھڑی ساٹھ تک۔

نصاب المعز: بھیڑ یا بکریوں پر زکوٰۃ اس وقت تک نہ ہوگی جب وہ چالیس ہوں۔ پھر جب چالیس ہو جائیں اور ان پر ایک سال بھی گزر گیا ہو تو ایک بکری ایک سو بیس تک اور اگر ایک بڑے سے جائے تو دو بکریاں دو سو تک اگر ایک اور بڑے جائے تو تین بکریاں تین سو نانوے تک اور اگر چار سو تک ہوں تو چار بکریاں پھر ہر سو میں ایک بکری زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اس نصاب میں بھیڑ یا بکریوں کا حکم برابر ہے۔

حکم الصدقات: صدقات میں پانچویں حصے کی ادائیگی لازم ہوگی۔

السؤال الرابع:-

(الف) اکتب اطروحة عن مقام البخاری فی علم الحديث دراية ورواية باللغة العربية؟

(ب) اکتب سنة ولادة البخاری وولادته مع بيان ملحقه الفقهي بالتفصيل باللغة العربية؟

جوابات: (الف) مقام البخاری رحمہ اللہ تعالیٰ: مساهم مؤلفہ رحمہ اللہ تعالیٰ "الجامع المسند الصحيح المختصر من احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سنتہ و اہلہ و اما محلہ لہو اول مصنف صنف فی الصحيح المسند و اهل العلماء علی ان اصح الکتاب المصنف

صحیحہ البخاری و المسلم ' واتفق الجمهور على ان الصحيح البخارى
اصحهما صحیحہ و اکثرهما فائدة قال الحافظ ابو على التيسابورى و
بعض العلماء المغرب صحيح مسلم اصح و انكر العلماء ذلك عليهم و
الصواب ترجيح صحيح البخارى و قال النسائى اجود هذا الكتب كتاب
البكارى و اجمعت الامة على صحة هذين الكتابين و رجوب العمل
باصاديقها و اما سب تصنيفه و كيفية تليفه فقال البخارى رحمه الله تعالى
كنت عند اسحق بن مرامويه فقال لنا بعض اصحابنا لو جمعتم كتابنا
مختصرا الى الصحيح ' لسن رسول الله صلى الله عليه وسلم لرفع ذلك
فى قلبى و اخذت لى هذا الكتاب و روى من جهات عن البخارى قال صفت
كتاب الصحيح لست عشرة سنة خرجته من ستة مائة الف حديث و جعلته
خجة بينى و بين امتى و قال رامت النبى صلى الله عليه وسلم فى المنام و
كانى و الف بين يديه و يدى محروجة اذ ب عنه فالت بعض المعبرين
فقال انت تذب عنه الكذب فهو الذى حملنى على اخراج البخارى .

(ب) تاريخ الميلاد للبخارى:

البخارى هو الامام الدنيا فى الحديث شيخ الاسلام محمد بن اسماعيل
البخارى و كان البخارى نحيف الجسم ليس بالطويل ولا بالقصر و كان ذا
هدا فى الدنيا و متورعا و اتفق على ان البخارى ولد بعد صلاة الجمعة لثلاث
عشر خلت من شوال سنة اربع و تسعين و مائة و انه تر فى ليلة السبت عند
صلاة العشاء ليلة عيد الفطر و دكن يوم الفطر بعد الظهر سنة ست و خمسين
و مائتين ولد الثان و ستون سنة الاثنته عشر يوم . و دفن بخزنتك قرية على
فرمى من سمرقند و لم يعقب ولدا ذكرا . و لما صلى عليه و وضع فى
ضريحه فاح من تراب قبره رائحة طيبة كا الصلک و جعل الناس يحتفلون
الى قبره مائة يا غفلون من تراب قبره و تبعجون ذلك .

ملحبه:

الامام البخارى من شيوخ الشوالع يعنى يتعلق الامام البخارى بالملح

الشامى .



الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدروس (اهل السنه) پاکستان

سالانہ امتحان الشہادۃ العالمیہ (ایم۔ اے عربی و اسلامیات سال دوم) برائے طلباء

الموافق سنۃ 1444ھ 2024ء

مجموع الارقام

الورقة الثانية:

لوقت المحدد

۱۰۰

لصحیح مسلم

ثلاث ساعات

الملاحظة: اجب عن ثلاثة اسئلة فقط .

السؤال الاول :- عن ابن مسعود رضي الله عنه قال بينما رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي عند البيت، فابو جهل واصحاب له جلوس و قد تحوت جزور بالامر فقال ابو جهل ايكم يقوم الي سلا جزور بنى فلان فها خذه فبضعه في كفي محمد صلى الله عليه وسلم اذا سجد فابعث اشقى القوم لانه خذه فلما سجد النبي صلى الله عليه وسلم وضعه بين كفيه قال فاستضحكوا وجعل بعضهم يميل على بعض والا قائم النظر لو كانت لي منعة طرحته عن ظهر رسول الله صلى الله عليه وسلم والنبي صلى الله عليه وسلم ساجدا ما يرفع راسه . الخ

(الف) شكل الحديث الشريف وترجمه الى الوردية؟

(ب) كيف استمر النبي صلى الله عليه وسلم في الصلاة مع وجود النجاسة على ظهره؟ اجب عنه جوابا مفصلا .

(ج) ما المراد باشقى القوم؟ اكتب اسمه .

السؤال الثاني :- عن عائشة رضي الله عنها قالت دخلت عند بنت عبة امرأة ابي سفيان على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ابا سفيان رجل شحيح لا يعطيني من النفقة ما يكفيني ويكفي بني الا ما اخذت من ماله يدبره عليه فهل علي في ذلك من جناب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم خلدي من ماله بالمعروف ما يكفيك ويكفي بنيك .

(الف) شكل الحديث الشريف . ترجمه الى الوردية؟

(ب) هل يجوز القضاء على الغالب؟ ان كان جوابك بالنفي فما توجيهك عن هذا الحديث؟

(ج) بين اختلاف الفقهاء في المسئلة المذكورة؟

السؤال الثالث :- عن جابر بن عبد الله رضى الله عنه قال سئلت لثاني رسول الله صلى الله عليه وسلم و ابر بكر يعود الى ماشيان فاعصى على فتوحا رسول الله صلى الله عليه وسلم لم صب على من روضه فافقت قلت يا رسول الله كيف النضى فى مالى فلم يرد على شيئا حتى نزلت اية الميراث يستفوتك قل الله يفتيكم فى الكلالة و فى رواية اخرى قال فافقت فقلت كيف اصنع فى مالى يا رسول الله فنزلت يوصيكم الله فى اولادكم للمذكر مثل حظ الانثيين -

(الف) ترجم الحديث الشريف الى اللغة الاردية؟

(ب) اكتب معنى الكلالة و ايضا بين التوفيق بين هذين الحديثين المذكورين؟

(ج) هل يجوز العبرك بانثار الصالحين ام لا؟ بين مولفك بالدليل .

السؤال الرابع :- عن عبد الله بن عمر رضى الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا تباع المتبايعان بالبيع لكل واحد منهما بالخيار من بيعه ما لم يطرقا او يكون بيعهما عن خيار فاذا كان بيعهما عن خيار فقد وجب زاد ابن ابي عمر فى روايته قال نافع فكان اذا بايع رجلا فاراد ان لا يقبله قام فعشى متبعا لم يرجع اليه .

(الف) ترجم الحديث الشريف الى اللغة الاردية؟

(ب) هل يثبت البيع بالايجاب و القول او يبنى بعد ذلك خيار المجلس؟

اكتب اختلاف الفقهاء مع دلائلهم فى هذه المسئلة؟

(ج) ابن ولد حكيم بن حزام و ما عمره؟ اكتب باللغة العربية .

☆ ☆ ☆

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء 2024ء

الورقة الثانية: لصحيح مسلم .

السؤال الاول :-

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَنِ النَّبِيِّ فَأَبْهُوْهُمُ وَأَصْحَابُ لَهُ جُلُوسٌ وَقَدْ تَجَرَّثَ جَزُورٌ بِالْأَنْبَسِ فَقَالَ أَهْوَ جَهْلٌ إِنَّكُمْ تَلُومُ إِلَى سَلَا جَزُورٍ مَيِّىَ فَلَانِ فَيَأْخُذُهُ فَيَضَعُهُ لِي كَيْفَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَعَدَ فَأَبْهَتْ أَخَى الْقَرَمِ فَيَأْخُذُهُ فَلَمَّا مَسَجَدَ

نورانی کتب (جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۰) (۱۶) درجہ عالیہ (سال دوم برائے طلباء) ۱۴۰۲ھ

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَحْمَدُهُ قَالَ لَمَّا تَضَعُكَوْا وَتَجْمَلُ بَعْضُهُمْ
بِجَمَلِ عَلَى بَعْضٍ زَالًا لَابِتُمْ أَنْظَرُوا ثَمَّ كُنْتُ لِي مَنَعَةً طَوَّخْتُ عَنْ ظَهْرِ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَابَعَهُ مَا يَزِلُّ رَأْسُهُ .

(الف) مشکل الحديث الشريف و ترجمہ الی الادبۃ؟

(ب) کیف استمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الصلاة مع وجود النجاسة علی
ظہرہ؟ اجب عنہ جواباً مفصلاً؟

(ج) ما المراد بـ"اشقى القوم"؟ اكتب اسعد؟

جوابات: (الف) مثل الحديث: سوالیہ حصہ میں اعراب لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمہ الحديث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ایک مرتبہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے پاس نماز داکر رہے تھے ابو جہل اور اس کے ساتھی بھی بیٹھے ہوئے تھے۔
ایک دن پہلے ایک اونٹنی اُن کی ابو جہل نے کہا تم میں سے کون اٹھے گا نئی ملاں کے محلے سے اونٹنی کی
اوجھڑی لانے کے لیے؟ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدے میں جائیں تو ان کے کندھے پر رکھ دے گا؟ قوم کا
سب سے بد بخت شخص اٹھا اور اسے لے کر آیا۔ پس جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بدے میں گئے تو اسے
آپ کے کندھوں کے درمیان رکھ دیا۔ پھر وہ آپ میں خوب ہنسنے لگے اور ایک دوسرے پر گرنے لگے۔
میں کھڑا دیکھ رہا تھا۔ کاش ایسے کچھ بھی حقیقت حاصل ہوتا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت سے اٹھا
کر پیچک دیتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بدے میں تھے اپنا سر مبارک نہیں اٹھا رہے تھے۔ ... الخ

(ب) پشت پر گندگی کے بار جو آپ کا نماز جاری رکھنا اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اس وقت آپ
صلی اللہ علیہ وسلم بچہ کی حالت میں تھے اور آپ کو معلوم نہ تھا کہ آپ کی پشت پر کیا ڈالا گیا ہے۔ اس وجہ
سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نماز کو جاری رکھا۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے نزدیک اگر دوران نماز
ایسی چیز جسم یا کپڑے کو لگ جائے تو نماز مکمل کی جائے گی لیکن اگر نماز سے پہلے ہو تو اسے دور کرنا واجب
ہوگا۔

(ج) "اشقى القوم کاسق" : اشقى القوم سے مراد قوم کا سب سے بُرا / بد بخت شخص ہے۔ اس کا نام
"عبد بن ابی معیط" تھا اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس کا نام "ولید بن حبہ" تھا۔

السؤال الثاني:-

عَنْ عَائِشَةَ وَحَسَّيْنِ اللَّهُ عَنْهَا ذَلِكَ دَخَلَتْ مِنْهُ بَنَتُ عُنْتَةَ امْرَأَةُ أَبِي سُهَيْبَانَ عَلَى
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كُنَا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ

أَمَّا مُسْتَفَانٌ وَجَلَّ شَيْخُخ لَا يُغَيِّبُنِي مِنَ الثَّقَلَيْنِ مَا يُكْفِينِي وَ يُكْفِي نَبِيَّ الْأَمَّا
أَخَذْتُ مِنْ مَالِهِ بِغَيْرِ عَلَيْهِ لَهْلَ عَلَى فَي ذَلِكَ مِنْ جُنَابِ لَقَالِ وَ سَوَّلِ أَمِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ مِنْ مَالِهِ بِالْمَعْرُوفِ مَا يُكْفِينِي وَ يُكْفِي نَبِيَّكَ

(الف) شکل الحدیث الشریف و ترجمہ الی اردو ۲

(ب) هل يجوز الغناء على الغائب؟ ان كان جوابك بالنفي فما توجهك عن هذا

الحدیث؟

(ج) بين اختلاف الفقهاء في المسئلة المذكورة ۲

جوابات: (الف) شکل الحدیث: سوالیہ حصہ میں اعراب لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمہ الحدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہند بخت تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! ابوسفیان ایک کجس آدمی ہے وہ مجھے اتنا خرچ / اخذ نہیں دیتا جو مجھے اور میرے بچوں کے لیے کفایت کرنے کے سوائے اس کے جو مال میں اس کے علم میں لائے بغیر لے لوں کیا مجھ پر کوئی گناہ ہوگا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسے طریقے سے ان کے مال میں سے اتنا لے لیا کرو جتنا تمہیں اور تمہارے بچوں کو کافی ہو۔

(ب) تغافل الغائب کا جواز: اس حدیث مبارکہ میں تغافل علی الغائب پر استدلال کیا ہے۔ معنی وہ شخص جو شہر میں موجود نہ ہو اس کے خلاف فیصلہ کرنا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ ابوسفیان شہر کے قاعب نہیں تھے بلکہ حاکم مجلس سے غیر حاضر تھے۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی نے ان کی غیر موجودگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا۔ اس حدیث مبارکہ میں تغافل الغائب سے مراد شہر سے قاعب نہیں بلکہ مجلس حاکم سے غیر حاضر ہونا ہے تو جو شخص مجلس حاکم سے قاعب ہو اس کے حلق فیصلہ کرنا جائز ہے۔ یعنی عورت شوہر کا مال اس کی غیر موجودگی میں لے سکتی ہے اگرچہ وہ مجلس حاکم سے قاعب ہو۔

(ج) بلکہ در مسئلہ میں اختلاف آئمہ مذکور مسئلہ میں اختلاف آئمہ درج ذیل ہے:

امام ابوحنیفہ کا موقف: آپ کے نزدیک عورت اس وقت تک شوہر کے مال سے خرچ نہیں کر سکتی جب تک حاکم وقت یا برہمہ مالک اس کے لیے اس خرچ کو طے نہ کرے۔ اگر عورت شوہر کے نام پر غیر موجودگی میں خرچ لے تو عورت کے لیے یہ مقرر نہیں کیا جائے گا۔ امام اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام ابو ثوری کی بھی یہی رائے ہے۔

آئمہ ثلاثہ کا موقف: آئمہ ثلاثہ کے نزدیک شوہر کی غیر موجودگی میں بھی عورت کا فریق شوہر ثابت ہے اور اس کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے ساقط نہ ہوگا۔

السوال الثالث:-

عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال عرضت لثلاثي رسول الله صلى الله عليه وسلم و ابو بكر يعود اني ماشيان فاعصى علي فتوضا رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم صب علي من وضوءه فالتفت قلت يا رسول الله كيف القضي في مالي فلم يرد علي شيئا حتى نزلت اية الميراث يستفونك قل الله يفتيكم في الكلاله و لي رواية اخرى قال فالتفت فقلت كيف اصنع في ما لي يا رسول الله فرئت بوصيكم الله في اولادكم للذكر مثل حظ الانثيين .
(الف) تخرج الحديث الشريف الى اللغة الاربعة؟

(ب) اكتب معنى الكلاله و ايضا بين الفرق بين هذين العديتين المذكورتين؟

(ج) هل يجوز العيرك بالنار الصالحين ام لا؟ بين موقفك بالدليل؟

جوابات: (الف) ترجمت الحديث: حضرت جابر بن عبد الله رضي الله عنه سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں بیمار ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ میری بیمار پرسی کے لیے آئے۔ مجھ پر وحی طاری ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا۔ پھر وضو کا پانی مجھ پر ڈالا تو مجھے آفتاب ہوا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے مال کے بارے میں کیسے فیصلہ کروں؟ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہ دیا حتیٰ کہ آیت میراث "تَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكُلّٰلَةِ"۔

دوسری روایت میں ہے: فرمایا ہے کہ مجھے آفتاب ہوا میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اپنے مال کا کیا کروں؟ تو (آیت) نازل ہوئی: "يُفْتِيكُمْ اللّٰهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ لِلَّذِيْ يَمْلِكُ خَيْطَ الْاَسْمٰى"۔

(ب) کلالہ کا معنی: دو سیت جس کے دار لڑوں میں نہ اولاد ہو نہ والدین اس کا اطلاق اس قرابت پر

بھی کہا جاتا ہے 'جود الداد والد کے علاوہ بہت سے ہوں۔

مذکورہ حدیثوں میں تو لکھی: ان احادیث مبارکہ میں بظاہر تو تضاد میں ہے لیکن کلالہ کی وراثت کے

احکام میں یہ بات شامل ہے کہ اگر میت کے ورثہ میں باپ اور اولاد نہ ہو اور اس کے بھائی بہن موجود ہوں تو بھائی کو بہن سے دو گنا ملے گا یعنی دو بہنوں کے برابر بھائی کا حصہ ہوگا۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت جابر کی اپنی اولاد یا والدین میں کوئی موجود نہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے کلالہ کی وراثت سے حلقہ پر چڑھا۔ مگر چونکہ آپ کے بہن بھائی موجود تھے تو پہلی آیت کلالہ سے حلقہ اور دوسری حصہ انہوں پر ورثہ کے حصوں

میں متعلق نازل ہوئی۔

(ج) آثارِ صالحین سے تحرک کا جزاء: آثارِ صالحین کے تحرک کا حاصل کرنا جائز بلکہ مستحب ہے اس پر علماء اسلام کا اتفاق ہے۔

دلیل: حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ملیا کسی حبیبہ مبارکہ تھا آپ نے اسے نکال کر فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے پہنا کرتے تھے اور ہم اسے چادراں کے لیے دھوتی ہیں اس کی برکت سے شفا حاصل کی جاتی ہے۔

السؤال الرابع:-

عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
إذا بايع المتبايعان بالبيع فكل واحد منهما بالخيار من بيعه ما لم يتفرقا
أو يكون بيعهما عن خيار فإذا كان بيعهما عن خيار فقد وجب زاد ابن أبي
عمر في روايته قال نافع فكان إذا بايع رجلا فاراد أن لا يقبله قام لمشي
هنية ثم رجع إليه .

(الف) ترجمہ الحديث الشريف الى اللغة الاردية؟

(ب) هل يثبت البيع بالاجاب و القبول او يبقى بعد ذلك خيار المجلس؟ اكتب

اعتلال الفقهاء مع دلائلهم في هذه المسئلة؟

(ج) ابن ولد حكيم بن حزام وما عمره؟ اكتب باللغة العربية؟

جوابات: (الف) ترجمۃ الحديث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جب دو بیع کرنے والے ہاں ہم فرید و فروخت کریں تو ان میں سے ہر ایک کو اپنی بیع کا اختیار ہے جب تک وہ ہاں ہم جدا نہ ہوں۔ یا اس کی بیع اختیار سے ہوئی ہو تو یہ لازم ہوگی۔ حضرت ابن ابی عمر نے اپنی روایت میں اضافہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ نافع نے کہا جب وہ کسی آدمی سے بیع کرتے اور چاہتے کہ وہ آدمی ان سے بیع کی واپسی کا مطالبہ نہ کرے۔ کمزے ہو جاتے تو دروازے سے مچلتے اور پھر اس کے پاس واپس آ جاتے۔

(ب) بیع کا ایجاب و قبول سے ثابت ہوا یا اختیار مجلس کے بعد باقی رہتا: بیع ایجاب و قبول سے

ثابت ہو جاتی ہے۔ یعنی ایک لڑیق نے کہا میں نے یہ چیز بیچنا اور دوسرے نے کہا کہ میں نے خرید لی تو ان سے بیع مکمل ہو جائے گی۔ خریدار کے لیے بیع میں تصرف جائز ہو جائے گا اور بیع مجلس میں اس بیع کو ترک کرنے کا اختیار باقی رہتا ہے اگر وہ جدا نہ ہوئے ہوں۔

اس مسئلہ میں اختلاف فقہاء کا بیان مذکور مسئلہ میں فقہاء نے درمیان اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔
 امام مالک و امام ابوحنیفہ امام ثوری و غیرہ کا مذہب ان کے نزدیک تفریق سے مراد تفریق بالاقوال
 ہے۔ پس جب ائماع نے کہا کہ میں نے اس چیز کو اسے نہیں لیا اور مشتری نے کہا میں نے اس قیمت پر خرید
 لی یا میں نے اسے قبول کر لیا تو دونوں کی اقوال متفرق ہو گئے۔ اب ان میں سے کسی کو بائع تسلیم کرنے کا
 اختیار نہ رہا۔

امام ابو یوسف کا مذہب امام ابو یوسف اور دیگر فقہاء و مذہب یہ ہے کہ جس تفریق سے اختیار منقطع
 ہو جاتا ہے وہ ابدان و اجسام کا تفرق ہے۔ یعنی ائماع نے کہا کہ میں نے یہ چیز اتنے میں لے لی تو مشتری اس
 وقت قبول کر سکتا ہے جب تک بائع یا مشتری کچھ سے ہدایت نہ ہو جائے۔

امام شافعی اور امام احمد کا مذہب امام شافعی اور امام احمد بھی امام ابو یوسف کے قول پر ہیں۔
 ابناہم کی دلیل قاری دلیل یہ ہے کہ تقدیر بائع و قبول سے مکمل ہو جاتا ہے اور وہ سودا خریداری کی
 مکمل ہو جاتا ہے۔ اب دونوں یعنی بائع و مشتری میں سے کسی ایک کے لیے خیار بھٹس دوسرے
 کے حق داخل کرنے کو مستلزم ہے جس حدیث مبارکہ کے مطابق ہے۔

لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام

قرآن کی سورۃ النساء کی آیت نمبر ۲۹ کے بھی مطابق ہے۔

امام شافعی و احمد کی دلیل امام شافعی و امام احمد نے اس حدیث مبارکہ سے استدلال کیا ہے۔

وان ضرر لا بعد ان تبا بعالم یترک احدهما البیع فقد وجب البیع۔

(راج) مولد حکیم بن حزام: قتال مسلم ولد حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ فی جوف

الکعبۃ و فی روایۃ الاخری ولد فی الکعبۃ۔

عمر حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ: عاش ابن حزام رضی اللہ عنہ ثلاث و عشرين سنة

☆ ☆ ☆

الاختبار السنوی الہدائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اعل السنہ) پاکستان

سالانہ امتحان الشہادۃ العالمیہ (ایم۔ اے عربی و اسلامیات - سال دوم) برائے طلباء

الموافق سنۃ 1444ھ = 2024ء

الموقت المحدد: الورقة الثالثة: لجميع الترمذی مجموع الارٹلم
ثلاث ساعات ۱۰۰

الملاحظة: يجب عن اللغة اسئلة فقط .

السؤال الاول :- عن ابی سہل عن مئة الازدية عن ام سلمة رضي الله عنها قالت كانت النساء تجلس على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم اربعين يوما فكننا نطلى وجوهنا بالوروس من الكلف .

(الف) شكل الحديث و ترجمه الى الازدية مع ذكر اسم ابی سہل؟

(ب) اذكر اختلاف الفقهاء في المسئلة المذكورة في الحديث؟

السؤال الثاني :- عن ابن عباس رضي الله عنهما قال جمع رسول الله صلى الله عليه وسلم بين الظهر والعصر وبين المغرب والعشاء بالمدينة من غير خوف ولا مطر قال لي لا بن عباس رضي الله عنهما ما اراء بذلك قال لو ادا ان لا تخرج امه .

(الف) ترجم الحديث الى الازدية و ابعث هل يجوز جمع الصلوتين بغير خوف ولا مطر ام لا؟ عند الحنفية .

(ب) اذكر المذاهب في هذه المسئلة مع ذكر الجواب عن الحديث عند

الحنفية؟

السؤال الثالث :- عن ابن عباس رضي الله عنهما قال رد النبي صلى الله عليه وسلم ابنته زینب علی ابی العاص ابن الربیع بعدت متین بالنکاح الاول و لم يحدث نكاحا
منكها حديث ليس باسناده باس .

(الف) ترجم الحديث الى الازدية بعد تشكيكه؟

(ب) فصل اختلاف الفقهاء في المسئلة المذكورة و رجع ملحق الحنفية

بالدلائل؟

السؤال الرابع :- عن ابی لعلبة الحبشي قال قلت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم انا اعمل عهد فقال اذا ارسلت كتابك و ذكرت اسم الله عليه فاسك عليك فكل قلت و

ان قتل قال و ان قتل .

(الف) کیف بعلم ان الكلب معلوم؟ و ایضا هل هذا الحكم مخصص

بالكلب ام شامل لجميع الحيوانات المعلمة؟

(ب) اذكر مرایا الجامع للامام الترمذی رحمه الله باللغة العربية؟

☆ ☆ ☆

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء 2024ء

الورقة الثالثة: لجامع الترمذی

السؤال الاول:-

عَنْ أَبِي سَهْلٍ عَنْ مُسَّةَ الْأَزْدِيَّةِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَتْ
الْشُّفَاةَ تَجْلِسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا لَكُنَّ
تَغْلِي وَجُوهَهُنَّ بِالْوَرَمِ مِنَ الْكَلْبِ.

(الف) شكل الحديث و ترجمہ الی الارذیة مع ذکر اسم ابی سہل؟

(ب) اذكر اختلاف الفقهاء فی المسئلة المذكورة فی الحديث؟

جوابات: (الف) شکل الحديث: اعراب سالیہ حصہ میں لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمہ الحديث: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے فرمائی
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نفاس والی عورتیں چالیس دن تک بیٹھی رہتی تھیں اور ہم نے
چہروں پر ورس ملا کرتی تھیں جہانوں کی وجہ سے۔

اس الی سئل: اسم ابی سہل: کثیر بن زیاد۔

(ب) مذکورہ مسئلہ میں اختلاف فقہاء: مذکورہ حدیث مبارکہ میں نفاس کی اقل و اکثر مدت کے

بارے میں بتایا گیا کہ نفاس کی اقل مدت کی کوئی حد نہیں ہے نفاس والی عورت کو چاہیے کہ بچے کی ولادت
کے بعد جب بھی خون آتا بند ہو جائے تو وہ طہارت حاصل کر کے نماز و روزہ کی ادائیگی کرنے لگ جائے
لیکن اس کی اکثر مدت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

امام اعظم کا موقف: امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نفاس کی اکثر مدت چالیس دن شمار ہوگی
اور اس کے لیے جو خون آئے وہ استحاضہ شمار ہوگا۔

شواہخ کا موقف: بعض شواہخ کے نزدیک نفاس کی اکثر مدت چالیس دن اور بعض کے نزدیک

سامعہ دن ہے۔

حسن بھری کا موقف۔ امام حسن بھری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نفاس کی اکثریت پچاس دن

ہے۔

عطاء بن الراح قسمی کا موقف۔ ان دونوں کے نزدیک کثرت نفاس سامعہ دن ہے۔

السؤال الثاني:-

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال جمع رسول الله صلى الله عليه وسلم بين الظهر والعصر وبين المغرب والعشاء بالمدينة من غير خوف ولا مطر قال فبقيل لا بن عباس رضي الله عنهما ما اراد بذلك قال اراد ان لا يجرح امته .

(الف) ترجمہ الحديث الى الازدية وايضاً هل يجوز جمع الصلوتين بغير خوف ولا مطر ام لا عند الحنفية؟

(ب) اذكر المذاهب في هذه المسئلة مع ذكر الجواب عن الحديث عند الحنفية؟

جوابات: (الف) ترجمہ الحديث: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر اور عصر کو مغرب اور عشاء کو بغیر کسی خوف اور بارش کے دینے طیبہ میں جمع کیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا: اس کا مقصد کیا تھا؟ انہوں نے جواب میں فرمایا: اس کا مقصد امت کے لیے آسانی پیدا کرنا تھا۔

جمع الصلوتين بغير خوف ولا مطر کا جواز و عدم جواز: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ عورات حرالدن کے علاوہ کسی بھی صورت میں دو نمازوں کو ایک وقت میں پڑھنا جائز نہیں ہے خواہ سفر میں بارش آسمانی اور خوف ہی کیوں ہو۔ تو پھر مذکورہ صورت میں کسی طور بھی جائز نہیں۔

(ب) جمع صلوٰتین کے مسئلہ میں مذاہب آئمہ جمع کی دو اقسام ہیں:

۱۔ جمع حقیقی: ایک نماز کے وقت میں دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا۔

۲۔ جمع صوری: دو نمازوں کو صرف سورۃ جمع کرنا وہ اس طرح کہ پہلی نماز کو اس کے آخری وقت میں اور دوسری نماز کو اس کے ابتدائی وقت میں ادا کرنا۔ یعنی دونوں نمازوں کو اپنے اپنے وقت میں

ادا کرنا۔

سوال یہ ہے کہ دو نمازوں کو ایک نماز کے وقت میں ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

اس مسئلہ میں آخر لفظ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ جمع صوری تو جائز ہے لیکن جمع حقیقی مردود۔
حرفات اور حرفت کے ملاوہ درست نہیں ہے۔

(۱) آپ نے قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال کیا ہے: **إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا** یعنی نماز مسنون پر اپنے مقررہ اوقات میں فرض ہے۔

(۲) جامع ترمذی میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی نماز کے اوقات معلوم کرنے کے لیے حاضر ہوا۔ آپ نے اسے ملاوہ اپنے پاس نہ لے کر دیکھا اور ملاوہ سے اوقات صلوٰۃ کی تعلیم دی۔

۲۔ حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے پاس ملاوہ نمازوں کو جمع کرنا جائز ہے۔ انہوں نے ذریعہ بحث حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنے کی مباحثہ ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخری حاشیہ کی روایت و دلیل کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ روایت جمع حقیقی پر نہیں بلکہ جمع صوری پر محمول ہے۔

السوال الثالث:-

عَنِ ابْنِ قُتَيْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ رَوَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ الْفَرَسُ فِي الرَّمْيِ يَتَلَوَّى بِالنَّجَاحِ الْأَوَّلِ وَكَمْ يُخْبِرُ بِالنَّجَاحِ خَلَا سَوَلَتْ لَمْ يَسْأَلْهُ بِأَسْأَلٍ .

(الف) مخرج الحديث الى الارضية بعد التشكيل؟

(ب) فصل المصطلح الضميمة في المسئلة المذكورة ورجع مطلب الحديث بالدلائل؟

جواب: (الف) تشکیلی حدیث: حدیث مبارکہ کی تشکیل سوالیہ عبارت میں کر دی گئی ہے۔

ترجمہ الحدیث: حضرت ابن قتیبہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پہلے گانا پڑھنا اور پھر سے گانا گانا کرنا۔ کوئی فصل نہیں پائی جائے اس حدیث کی سند میں۔

(ب) اگر حدیث مسنون ہو جائے اور اس کا جوہر غیر مسلم ہو: حضرت ابن قتیبہ رحمہ اللہ سے فرمایا کہ جوہر مسلم سے پہلے اس کو قبول کر کے گناہ ہے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

آپ کو آپ کے شوہر کی طرف واپس لوٹا دیا تھا کیونکہ اس وقت تک بذریعہ وہی اللہ کی طرف سے کوئی خاص حکم نہ آیا تھا۔ پھر سچ مدعیہ کے بعد بہت سی عورتیں ہجرت کر کے مدینہ آئے لگیں تو پھر یہ آیت نازل ہوئی "لَا تَزْنِ رِجَالُ لَّهْم وَلَا تَزْنِ نِسَاءُ لَّهْم يَوْمَئِذٍ هُنَّ حَتَّىٰ يَخْرُجْنَ" (سورہ ۲۴)

اس مسئلہ میں اختلاف فقہاء:

☆ امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کا مذہب یہ ہے کہ اگر عورت مسلمان ہو جائے اور شوہر غیر مسلم ہو تو بچہ اس کے سامنے اسلام پیش کرے گا۔ اگر وہ اسلام قبول کر لے تو وہ عورت اس کے نکاح میں رہے گی اور اگر وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کر دے تو بچہ اس میں طہرہ کی کراہی دے گا اور یہ طلاق شمار ہوگی

☆ امام ابو یوسف کا مذہب یہ ہے کہ اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں عورت کی طلاق شمار نہ ہوگی۔

☆ امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں نکاح ختم ہو جائے گا اور عورت تین حیض کی مدت تک طہرہ کی کوٹہ خور کیا جائے گا اگر اس دوران مرد اسلام قبول کر لے تو عورت دوبارہ اس کے نکاح میں آجائے گی۔

مذہب احناف کو ترجیح: احناف کی طرف سے دلیل یہ ہے کہ ایسی صورت میں نکاح بے جرم مقاصد ہیں وہ راکل ہو گئے ہیں۔

ان لیے کسی ایسی وجہ کی ضرورت ہے جس کی بنیاد پر طہرہ کی کیا جائے۔ اسلام چونکہ فرمانہ و رانی کا نام ہے جو طہرہ کی کے لیے سبب بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اس لیے اس کے سامنے اسلام پیش کیا جائے گا تاکہ اسلام قبول کرنے کے نتیجے میں مقاصد حاصل کیے جائیں یا انکار کی صورت میں طہرہ کی کوٹہ ثابت کیا جائے کیونکہ شوہر انکار کرنے کے نتیجے میں مناسب طریقے سے عورت کو روکے سے رک گیا ہے۔ جبکہ اس بات کی قدر و قدر رکھتا تھا کہ اسلام قبول کر کے ایسا کر لے یعنی عورت کو روک لیتا۔

السؤال الرابع:-

عن ابي ابي العباس قال قلت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اهل
صيد ليلال اذا اربطت كلبك وذكورت اسم الله عليه الحمد لك عتوان لكل
قلت و ان اهل لال و ان اهل

(الف) كيف يعلم ان الكلب مسلم؟ و ايضاً هل هذا الحكم مخصوص بالكلب ام

فامل الجميع الحيوانات المسلمة؟

(ب) اذکر مزایا الجامع للترمذی ورحمہ اللہ باللغة العربیة؟
 جوابات: (الف) کلب معلم کو کیسے سیکھایا جائے گا؟۔ کلب معلم کو سکھانے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے
 اتنا مارا جائے کہ اپنا شکار کیا ہوا جانور کھائے بغیر پھوڑ دے اپنے مالک کے لیے اور کم از کم اس سے تین بار
 یہ فعل صادر ہو جائے تو پھر وہ کلب معلم (سدا یا ہوا) کہلائے گا۔
 حکم حرف کلب کے ساتھ خاص نہیں بلکہ عام علماء کے نزدیک سیکھائے گئے چیر پھاڑ کرنے والے ہر
 درندے اور پرندے کا ہے جو مکی سیکھنے کے قابل ہو جیسے چیتا، نمر، کلب، باز اور شکر اور غیرہ۔
 (ب) مزایا لجامع للترمذی:

وہہنا مزایا عدیدۃ النبی یمیز الجامع للترمذی من غیرہ الاول الامام
 الترمذی لمدین مذاہب اکثر الفقہاء و المسائل الفقہیة و الثانی و بعد
 رواۃ الحدیث و ضح اوصاف الحدیث من الحسن و الصحیح و الغریب
 و غیرہا و الثالث لم اشار الی اسانید متعددة بقولہ عن فلان و فلان و الرابع
 و فی آخرہ کتاب العلل و الخامس و بعدہ رسالة فی الاحادیث النبی تشمل
 علی شماتل النبی صلی اللہ علیہ وسلم التمسعة بشماتل الترمذی و لهذا
 المزایا لایمن مطالعة هذا الجامع لكل معلم و متعلم و طالب الحدیث .

الاختبار السنوی الہائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اعل السنہ) پاکستان
سالانہ امتحان الشہادۃ العالمیہ (ایم۔ اے عربی و اسلامیات سال دوم) برائے طلباء
الموافق سنۃ ۱۴۴۴ھ 2024ء

الوقت المحدد الورقة الرابعة: سنن ابی داؤد آثار السنن مجموع الاوراق
 ثلاث ساعات ۱۰۰

الملاحظة: اجب عن السوالين من كل قسم .

القسم الاول سنن ابی داؤد

السؤال الاول:- عن ثعلبة بن رھم قال كنا مع سعيد بن العاص بطبرستان لقام فقال
 ايكم صلى مع رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوة الخوف فقال حليقة انا فصلى
 بهؤلاء ركعة وهؤلاء ركعة ولم يقضوا بهم .

(الف) بين كيفية صلوة الخوف وايضا بين في هذه المسئلة من ذهب الحنفية
 والشوافع ورحمهم الله مع الادلل؟

(ب) استدل قوم من قلة الحديث ان صلوة الخوف ركعة فما جوابك من
 قلة الاستدلال؟

السؤال الثاني:- عن يافع عن عبد الله ان امرأة وجدت في بعض مغارى رسول الله
 صلى الله عليه وسلم مقتولة فانكر رسول الله صلى الله عليه وسلم قتل النساء ر
 البيان .

(الف) بين معنى الجهاد لغة وشرعا مع بيان الاقسام والاحكام؟

(ب) هل يجوز شركة المسلمين في الاتحاد العالمى المشتمل على اليهود
 والنصارى وغيرهما المخالف لمملكة فلسطين؟ عليك ان تكتب مزلفك مفصلة في
 ضوء القرآن والسنة؟

السؤال الثالث:- (الف) اكتب باللغة العربية ترجمة الامام ابی داؤد رحمه الله مع
 ذكر تاريخ ميلاده ووفاته وملعبه وفضائله ولا تكون ال من عشرة اسطر؟

(ب) سنن ابی داؤد من اى قسم من القسم كتب الاحاديث وكم عدد
 الاحاديث المستخرجة فيه وما هى النسخ الاربعة المروية عن تلامذه؟

القسم الثانى آثار السنن

السؤال الرابع :- عن علي رضي الله عنه قال لو كان الدين بالراي لكان أسفل الغلغلي أولى بالمسح من أهلاه ولما أتت رسول الله صلى الله عليه وسلم بمسح علي ظاهر عليه .

(الف) شكل الحديث و ترجمه الى العربية؟

(ب) بين كيفية المسح على الخفين وايضا بين منته للمقيم والمسافر مع

اختلاف الامة؟

(ج) هل بعد الوضوء ام مسح فقط بعد مضي المدة؟

السؤال الخامس :- عن جبير بن نفير قال صلى بنا معاوية رضي الله عنه الصبح فجلس فقال ابو السرياء رضي الله عنه اسفروا بهذه الصلوة فانه الفقه لكم العاترينون ان يغفروا بغير الجكم .

(الف) شكل الحديث و ترجمه الى العربية؟

(ب) اشرح الحديث الشريف وايضا بين الوقت المستحب للفجر عند

الامة مع دلائلهم؟

السؤال السادس :- عن ابي هريرة رضي الله عنه قال رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم يرفع يديه في الصلوة حتى يركبها حين يفتح الصلوة وحين يركع وحين يستجد .

(الف) رفع اليدين سوى التكبير الاولى سنة ام لا؟

(ب) اذكر اختلاف آئمة الحنفية والشافعية وغير المقلبين عن الرفع و

عدمه بالدلائل و رجع بالدلائل موقفتك؟

☆ ☆ ☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء 2024ء

الورقة الرابعة: سنن أبي داود آثار السنن

القسم الاول سنن أبي داود

السؤال الاول:-

عن ثعلبة بن رستم قال كنا مع سعيد بن العاص بطبرستان فقام فقال ايكم

صل مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ الخوف فاقبال حذیقۃ انا لصلی
بہؤلاء رکعة و هؤلاء رکعة ولم یقتضوا بہم .

(الف) کہیں کہیں صلوۃ الخوف و ایضاً اس میں ہذا المسئلة ملحہ العنقہ و
الشواہد و جمعہم اللہ مع الادلہ ؟

(ب) اسناد لہم من ہذا الحدیث ان صلوۃ الخوف رکعة فمما جواہک من ہذا الا
سناد لال ؟

جوابات : (الف) کہیں صلوۃ الخوف . صلوۃ الخوف پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ امام لوگوں کی
دو صفیں بنائے اور پہلی صف کو ایک رکعت پڑھائے اور دوسری کو دشمن کے مقابلہ میں بیچ دے۔ پھر پہلی
صف کو ایک رکعت پڑھنے کے بعد دوسری صف کی جگہ پل جائے اور دوسری صف کے وگ امام کے پیچھے
ایک رکعت پڑھیں۔ پھر امام سلام پھیر دے اور دوسری صف کے لوگ اپنی دوسری رکعت پڑھ کر سلام پھیر
دیں۔ دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں پھر پہلی صف کے لوگ آئیں اور اپنی دوسری رکعت پڑھیں۔ اس
طرح ہر صف کے لوگوں کی امام کے ساتھ ایک ایک رکعت ہوگی اور دوسری رکعت وہ خود پڑھیں گے۔

لما خوف کے طریقہ کار میں مذکور ہے ؟

خوارق کا مذکور ہے : خارج سے اس حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک روایت ہے حضرت امام مسلم
رحمہ اللہ تعالیٰ نے نماز خوف کے باب میں سب سے پہلے ذکر کیا ہے اس میں نماز خوف پڑھنے کا یہی طریقہ
بیان کیا گیا ہے۔ نیز حضرت ہارث رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں بھی یہی طریقہ بیان کیا گیا ہے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا عمل بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت پر ہے۔ امام مالک
رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابی بنی اسد رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
صحابہ کو نماز خوف پڑھائی آپ نے اپنے پیچھے صفیں بنائیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب صف بنائی اس
کو ایک رکعت نماز پڑھائی پھر آپ کھڑے ہوئے حتیٰ کہ مکمل صف نے ایک رکعت نماز پڑھ لی پھر وہ آگے آ
گئے اور اگلی صف پر پہلے آگے صف بنائی پیچھے صف بنائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صف کو ایک رکعت نماز
پڑھائی پھر آپ بیٹھ گئے حتیٰ کہ پیچھے والوں نے ایک رکعت پڑھ لی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام
پھیر دیا۔

احادیث کا مذکور ہے : احادیث کے نزدیک صلوۃ الخوف پڑھنے کا طریقہ یہ ہے :

علامہ ابو الحسن علی بن ابی نجر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : جب میدان جنگ میں تلواریں بجا جائے تو
امیر مقرر مسلحوں کی دو گروہ بنائے ایک گروہ دشمن کے سامنے ہے اور دوسرا اس کے پیچھے ایک رکعت نماز

پڑھے ایک رکعت پڑھنے کے بعد ہر گروہ دشمن کے سامنے چلا جائے اور پہلا گروہ آکر اس کے پیچھے آئے۔
رکعت پڑھے۔ امام تشہد پڑھ کر سلام پھیرا دے اور یہ گروہ سلام نہ پھیرے اور دشمن کے سامنے چلا جائے۔
پھر ہر گروہ آکر الگ الگ بغیر قرأت کے ایک رکعت پڑھنے کی تک وہ مصبوق ہیں اور تشہد پڑھ کر سلام پھیر
دے۔ اس کی دلیل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
مذکورہ صدر طریقے سے نماز خوف پڑھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو امام ابو داؤد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سنن میں اور
امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح معانی لا دار میں روایت کیا ہے۔ اس طرح حضرت امام اعظم رحمہ اللہ
تعالیٰ نے اس کو اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

(ب) صلوۃ الخوف کا ایک رکعت ہونا: ایک قوم اس بات پر متفق ہے کہ صلوۃ الخوف ہے ایک
رکعت ہے اور وہ مذکورہ حدیث سے استدلال کرتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک رکعت نماز پڑھنا جائز
نہیں۔ مذکورہ حدیث میں ایک رکعت سے مراد ہر گروہ کی اپنے امام کے پیچھے پڑھی جانے والی رکعت ہے
اور دوسری رکعت ہر گروہ اپنی الگ الگ اور اکڑے گا اور یوں ان کی دو رکعت نماز مکمل ہو جائے گی۔ امام کی
بھی دو رکعت (یعنی ہر گروہ کے ساتھ ایک ایک رکعت) مکمل ہو جائیں گی۔ مذکورہ بالا حدیث میں ایک
رکعت نماز کا بھی مطلب ہے۔

السوال الثانی:-

عن نافع عن عبد اللہ ان امراء و جدات فی بعض مغازی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مقبولة فانکرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل النساء

والصبيان .

(الف) بین معنی الجہاد لغة و شرہا مع بیان الاقسام و الاحکام؟

(ب) هل يجوز شریكة المسلمين فی الاتحاد العالمی المشتمل علی اليهود

والنصارى و غیرهما المتخالف لمملكة فلسطين؟ علیک ان تكتب مؤلفک

مفصلة فی ضوء القرآن والسنة؟

جوابات: (الف) جہاد

تقویٰ معنی: جہاد کا تقویٰ معنی ہے "محنت و شجاعت کرنا"۔

شرعی معنی: اللہ کے دین کی ترہیلگی کے لیے شجاعت کر کے کفاروں کو قتل کرنا جہاد کہلاتا ہے۔

اقسام: جہاد کی اقسام چار ہیں:

جہاد بالمال: اپنے مال کو اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے خرچ کرنے سے دریغ نہ کرنا جہاد بالمال کہلاتا ہے۔

جہاد بالقلم: اپنے قلم کے ذریعے لوگوں تک قرآن و سنت کے احکامات پہنچانا تاکہ وہ اس سے تیز دُکریں اور دنیا سے کفر و جہالت کا خاتمہ ہو جائے اسے جہاد بالقلم کہتے ہیں۔ جیسا کہ کتب کھتا اور مقالے وغیرہ۔

جہاد بالنفس: اپنے نفس کو برائی اور شیطان کی اجازت کرنے سے روکنا اور نیکی کی طرف راغب کرنا نیز اپنی نسائی خواہشات پر قابو پانا جہاد بالنفس کہلاتا ہے۔ اسے جہاد اکبر کہتے ہیں۔

جہاد بالقتال: جہاد بالقتال کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ اقدامی جہاد: کافروں کے خلاف اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے مسلمانوں کا خود اقدام جہاد کرنا۔ اس طرح کہ اگر یہ اقدام ان کافروں پر ہو جن کو دعوت دین پہلے ہی دی جا چکی ہو تو ان کو صلہ کرنے سے پہلے ایک بار پھر دعوت دین دینا مستحب ہے۔ اگر ان تک دعوت دین نہ پہنچی ہو تو پہلے انہیں دین کی دعوت دی جائے گی اگر قبول نہ کریں تو جزیہ کا مطالبہ کیا جائے گا اور اگر یہ بھی نہ مانیں تو پھر ان کے خلاف قتل کیا جائے گا۔

۲۔ دفاعی جہاد: اپنے مال، جان اور وطن کی حفاظت کے لیے ن پر حزمہ آور کافروں سے لڑنا دفاعی جہاد کہلاتا ہے۔

احکام: حضرات تابعین کے نزدیک ہر مال میں جہاد کا فرض مین ہے اور تمام عبادہ کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب تک کافر اپنے ملکوں میں ہوں تو ان کے ملکوں پر چڑھائی کرنا فرض کفایہ ہے۔

(ب) مسلمانوں کا فلسطین کے خلاف اقدامات کرنے والوں سے اتحاد کرنا کیسے ہے؟ مسلمانوں کا فلسطین کے خلاف اقدام متحدہ (جو یہود و نصاریٰ پر مشتمل ہے) میں شامل ہونا ہرگز جائز نہیں ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ تمہارے دشمن ہیں۔ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے۔ بے شک اللہ ہے انصاف کو راہنمائی دیتا۔

(المائدہ: ۵۱)

یہ آیت مشہور صحابہ حضرت عمار بن حسانت رضی اللہ عنہ اور مشہور منافق عبد اللہ بن ابی کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ حضرت عمار نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہودیوں میں بڑی تعداد میں دوست ہیں۔ جو بہت شان و شوکت والے ہیں۔ آپ میں ان کی دوستی سے بڑا رہوں اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہر چیز بدل میں ہر کسی کی محبت کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس پر عبد اللہ بن ابی نے

کہا میں تو ان یہودیوں کی دوستی سے بیزار نہیں ہو سکتا مجھے آنے والے واقعات کا اندیشہ ہے اور مجھے ان کے ساتھ تعلقات رکھنا ضروری ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ یہودیوں سے دوستی کا دم بھرجا تیرا ہی کام ہے عہدہ کا نہیں۔

یہود و نصاریٰ کے ساتھ دوستی اور مواصلات یعنی ان کی مدد کرنا اور ان سے مدد لینا اور ان سے بہت سے پیش آنا منسوخ ہے کیونکہ کفار بھی بھی مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے۔ اگر چہ ان کے آپس میں بے شمار اختلاف ہوں اس کے باوجود بھی یہ مسلمانوں کے خلاف متحد ہیں۔ ان سے دوستی کرنے اور ان سے اتحاد کرنے کی یہ وعید سنائی گئی ہے کہ جو ان سے دوستی رکھے گا وہ انہی میں سے ہوگا۔

اقوام متحدہ کا کردار اگر مظلوم مسلمانوں کے لیے اسی طرح رہتا ہے تو تمام اسلامی ممالک کو اسے چھوڑ دینا چاہیے جہاں غیر مسلموں کو مسلمانوں سے آزادی چاہیے وہاں راتوں رات شفقہ قرار داد منظور کر کے چند دنوں میں اس پر عملدرآمد کرایا جاتا ہے جہاں مسلمانوں کو غیر مسلموں کے مظالم سے چھٹکارا اور آزادی چاہیے ہوتی ہے وہاں اقوام متحدہ کا کردار ایسا ہوتا ہے جیسے یہ موجود ہی نہ ہو۔

اس طرح عمل کے باوجود حریدہ اقوام متحدہ میں شریک رہتا مسلم ممالک کے لیے فائدے کے بجائے حریدہ نشان کا سبب بنتے گا۔

السوال الثالث :-

(الف) اكتب باللغة العربية ترجمة الامام ابي داود رحمه الله مع ذكر تاريخ ميلاده و ولاته و مله و فضائله و لا تكون اقل من عشرة اسطر؟

(ب) مسنن ابي داود من اي قسم من السام كتب الاحاديث و كم عدد الاحاديث المستخرجة فيه و ما هي النسخ الاربعة المروية عن لامله؟

جوابات: (الف) ترجمه الامام ابی داؤد:

اسمہ سليمان بن الاصح بن اسحاق بن بشير الازدي . و هو احد كبار آئمه الحديث . اسم لائف "السنن" الذي يعد من صحاح السنة . و والده الاصح بن اسحاق حافظا للحديث و كبارا من رواة الحديث .

ولادته: ولد الامام ابو داود في عام 202 هجرى لى بلدة مشيرة تسمى سجنان الناء عصر الخليفة المباسي الماسون و والده الاصح بن اسحاق كان من السجلين الكبار وله اخ اكبر منه يدعى محمد بن الاصح و هو راوى للحديث كلاله و جود له الفضل الكبير في مساعدة ابيه في طلبه

المعلم و ذالك من خلال مرافقته في رحلاته العلمية . فقد خرج ابو داود
لبي العديد من الرحلات العلمية الى معظم الاقاليم الاسلامية مثل الشام
ومصر وخراسان وفيها التقى بكبار علماء الحديث وسمع عنهم و مما
بجده ذكره ان ابا داود كان احد تلامذه الامام البخاري وغير ذلك من
كبار علماء و الشيوخ الحديث مثلاً سعيد بن سليمان ابو الوليد الطيالسي
اسحاق بن راهويه احمد بن حنبل قتيبة بن سعيد .

و من اهم مؤلفاته سنن ابي داود دلائل النبوة الفرد في السنن و المراسيل
و غيره ذلك . قال ابو حاتم بن حبان : كان احدا ثمة الدنيا فقها و علما و
حفظاً و نسكاً و ورعاً و اتقاناً جميع و صنف و دب عن السنن

وفاته: استقر ابر داود في اواخر حياته في مدينة البصرة حيث بقى فيها الى
ان توفاه الله تعالى و ذلك في تاريخ 18 من شهر شوال الموافق لعام
275 هجري . اَللّٰهُمَّ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُونَ .

(ب) سنن ابي داود: لا سيما فيما يتعلق بمجال علم الحديث و من اهم هذه
المؤلفات ۳ . و منها سنن ابي داود و هو يعد من صحاح كتب السنة . وقد
جمع له ابو داود ما يقارب 4800 حديث صحيح اختارها من بين 500
الف حديث :

و سنن ابي داود تتعلق بالسنن من اقسام الحديث و جمع ابر داود فيه
4800 حديث صحيح و قيل 5274 باعتبار عديدة جديدة .

اس میں اقسام سے متعلق احادیث وارد ہیں۔

شيخ ابي عبد الله محمد بن احمد بن يعقوب العمري في "كتاب الرد على اهل القدر" ابو بكر
احمد بن سليمان البخاري في "كتاب التامخ و المنسوخ" حافظ ابو عبيد محمد بن علي بن عثمان آجري في
"كتاب مسائل" ادنا سامع بن محمد صناعي في "مسند مالك" كوا بودا دوسے روایت کیا ہے۔

القسم الثانی آثار السنن

السؤال الرابع :-

عَنْ قَلْبِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَوْ كُنَّا الْيَتِيمَ بِالرَّأْيِ لَكُنَّا أَسْفَلَ الْخُفِّ أَوْ لَى
بِالْمَسْحِ مِنْ أَهْلِهِ وَلَا رَأْيَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْسَحُ عَلَى

ظاہر خفیہ

(الف) شکل الحدیث و ترجمہ الی الارذیۃ؟
(ب) بین کیفیت المسح علی الخطن و ایضاً بین ملته للمقیم و المسافر مع اختلاف الائمة؟

(ج) هل یعد الوضوء ام یصح فقط بعد مضي المدة؟
جوابات: (الف) اعراب: سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں۔
ترجمہ الحدیث: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا: اگر دین میں رائے کو دخل ہوتا تو
موزوں کے اوپر والے حصہ کی پابست نیچے والے حصہ پر مس کرنا بہتر ہوتا۔
پس تحقیق میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ موزوں کے اوپر والے حصہ پر مس
فرماتے۔

(ب) کیفیت المسح علی الخطن: موزوں پر مس کرنے کا مستنون طریقہ یہ ہے کہ دونوں
ہاتھوں کو پانی سے تر کر کے دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو دائیں اور بائیں ہاتھ کی انگلیوں کو بائیں موزوں کی انگلیوں
پر رکھیں۔ انگلیاں پوری پوری رکھیں صرف سرائہ رکھیں اور انگلیوں کو کھولے ہوئے ٹخنوں کی طرف اوپر کو
کھینچیں۔

آئینہ کے نزدیک مدت مسح علی الخطن: مدت مسح کے مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔
حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک موزوں پر مس کی مدت متعین نہیں ہے نمازی جب تک چاہے
مسح کر سکا ہے۔ آئمہ ثلاثہ یعنی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل
رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ مسافر کے لیے موزوں پر مدت مس تین دن تین رات ہے جبکہ مقیم کے لیے
ایک دن ایک رات ہے۔ سفیان ثوری انہن مبارک اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے۔ انہوں نے حضرت علی
رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے استدلال کیا:

جعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للاثنة ایام ولیالیہن للمسافر و یوما و
لیلة للمقیم

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مس کی مدت مسافر
کے لیے تین دن تین رات متعین کی جبکہ مقیم کے لیے ایک دن ایک رات کا تعین فرمایا۔

(ج) جب مسح کی مدت پوری ہو جائے تو کیا کاظم: جب مسح کی مدت پوری ہو جائے تو مسح ہاتا
رہتا ہے۔ لہذا موزہ نہ دالا اپنے موزوں کو اتار کر قدموں کو دھو لے اور اگر کوئی ہاتھ دھو بیٹھا

ہو تو صرف پاؤں دھو لینے پر اکتفا کر لے اور پورا وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہاں اگر کر لے تو بہتر ہے۔

السوال الخامس:

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نَفِيرٍ قَالَ صَلَّى بِنَا مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الصُّبْحَ بِفُلْسٍ فَقَالَ أَمَرَ
الْبَرْدَاءُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنْفَعُوا بِهَذِهِ الصَّلَاةِ فَإِنَّهُ أَفْقَى لَكُمْ إِنَّمَا تَرِيدُونَ أَنْ
تَحِلُّوا بِغَيْرِ الْحُكْمِ .

(الف) مشکل الحديث و ترجمہ الی الار دہ ۲

(ب) اشرح الحديث الشريف و ايضاً بين الوقت المستحب للفجر عند الانعاش مع

دلالتهم؟

جوابات: (الف) اعراب اعراب سوايہ حصہ میں لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمہ الحديث: حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا کہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز ادا میرے میں پڑھائی تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس نماز کو خوب روشن کر کے پڑھو۔ میں چونکہ یہ تمہارے سے بڑی بھکاری کی بات ہے کہ تم ضروریات کے لیے فارغ ہونا چاہتے ہو۔

(ب) شرح الحديث الشريف: خیال رہے کہ تاریکی / اندھیرے میں نماز فجر پڑھنے کی عملی احادیث تو موجود ہیں لیکن قوی نہیں۔ اس حدیث میں احتمال ہے کہ شاید یہ اندھیرا مسجد میں ہوتا ہو نہ کہ وقت میں کیونکہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بہت گہری ہے تاہم کی روشنی وہاں دیر میں پہنچتی تھی۔ اگر فرض کریں کہ یہ وقت کا اندھیرا تھا تو اس کے بارے میں بھی حدیث میں بیان فرمادیا ہے کہ فجر کو خوب اجالا کر کے پڑھنا کہ حاجت ضروریہ سے بھی فارغ ہو جاؤ۔ صبح کا کام بھی یہی معمول تھا کہ فجر کی نماز اجالے میں ادا کرتے۔ یہاں یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے کہنے کا مطلب یہ ہو کہ اس کا اختتام اجالے میں کرو یعنی ابتداء فلیس میں اور اختتام ہا سلا میں ہو۔

فجر کا مستحب وقت آتمہ کے نزدیک کون سا ہے؟

امام شافعی و احمد اور اسحاق کا کہہ سنا کہ تمام آتمہ کرام کے نزدیک فجر کی نماز تاریکی میں پڑھنا

مستحب ہے۔

دلیل: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز دو پہر کے وقت پڑھاتے عصر کی نماز جب سورج روشن ہوتا جب پڑھاتے مغرب جب سورج غروب ہو جاتا اور عشاء کی نماز میں اگر لوگ زیادہ ہوتے تو جلدی فرماتے اور اگر کم ہوتے تو مؤخر کر دیتے اور صبح کی

نماز اندھیرے میں پڑھاتے۔

امام ابو حنیفہ کا مذہب: آپ کے نزدیک فجر کی نماز اجالے میں پڑھنا مستحب ہے۔
 دلیل: حضرت ہریر بن عبد الرحمن بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دادا رافع بن خدیج کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا صبح کی نماز کو خوب روشن کر دیاں تک کہ لوگ روشنی کے سبب تیر پھٹنے کی جگہ کر دیکھ لیں۔

السؤال السادس:

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال رايت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدہ لی الصلوۃ حلو منکبہ حین یفتح الصلوۃ و حین یرکع و حین یسجد۔

(الف) ارفع الیدین سرى العکبرۃ الاولى سنة ام لا؟

(ب) اذكر اختلاف الیمة الحنفیة و الشافعیة و غیر المقلدین عن الرفع و علمہ

بالدلائل و رجح بالدلائل موقوف؟

جواب: (الف) تکبیر تحریر کے علاوہ رفع یدین کا حکم: مالکیہ کے نزدیک تکبیر تحریر کے وقت رفع

تکبیرین مستحب اور اس کے علاوہ مکروہ ہے۔

شافعیہ و حنابلہ کے نزدیک تکبیر تحریر کے علاوہ رفع یدین ملت ہے۔

احناف کے نزدیک تکبیر تحریر کے علاوہ رفع یدین غیر مشروع ہے۔

(ب) مسئلہ رفع یدین میں اختلاف:

حنفیا کا مذہب: حنیفہ کے نزدیک صرف تکبیر تحریر کے وقت رفع یدین کیا جائے گا اس کے علاوہ رفع

یدین نہیں کیا جائے گا۔

دلیل ۱: حضرت جابر بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس

تشریف لائے اور فرمایا: کیا وہ ہے کہ میں تم کو سرکش گھوڑوں کی دھوکے کی طرح نماز میں رفع یدین کرتے

دیکھتا ہوں نماز سکون کے ساتھ پڑھا کرو۔ پھر وہ بارہ تشریف لائے تو ہمیں متفرق ہاتھوں میں بیٹھے ہوئے

دیکھا تو فرمایا: تم متفرق طور پر کیوں چلتے ہو تم اس طرح صرف کیوں نہیں بناتے جس طرح لڑتے اپنے

دشمن کے سامنے صف بناتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: وہ پہلے مکلی صف پوری کرتے ہیں۔

دلیل ۲: حضرت ماسم بن کعب اپنے والد کے محلے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ

عنہ نماز کی پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے پھر اس کے بعد رفع یدین نہ کرتے۔

شافعیہ کا مذہب: شوافع کے نزدیک تکبیر تحریر کے علاوہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت بھی یہ ین کیا جائے گا اور سجدوں کے درمیان نہیں۔

دلیل: آپ کی دلیل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور سجدے میں ایسا نہیں فرماتے۔ یہ نماز آپ کی ہمیشہ رہی حتیٰ کہ اللہ سے جا ملے۔ اسے امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔

فیہ مقلدین کا مذہب: فیہ مقلدین کے نزدیک تکبیر تحریر کے علاوہ رکوع اور سجود میں بھی رفع یدین کیا جائے گا۔

دلیل: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کے لیے تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے اور سجدے کی تکبیر کے وقت بھی۔

مذہب احناف کو ترجیح: احناف کے نزدیک تکبیر تحریر کے علاوہ دیگر مواقع پر رفع یدین کا حکم منسوخ ہے یعنی لو اہل اسلام میں رفع یدین کرنے کا حکم دیا گیا تھا لیکن بعد میں منسوخ کر دیا گیا۔ اس حوالے سے صحابہ کے آثار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بکثرت احادیث وارد ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود اور ان کے تابعین رفع یدین نہ کرنے کے حق میں ہیں۔ امام ابو حنیفہ کے علم فقہ اور ان کی اسناد کا نتیجہ منطقی حضرت ابن مسعود اور ان کی جماعت سے متعلق ہے اور پھر یہ کہ ان کا روحانہ دم رفع یدین کی طرف ہے اس لیے کہ آپ ترک رفع یدین کے مسلک کو اختیار کرتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب قرلی اور نقلی حدیث میں تلامذہ آجائے تو نقلی کو چھوڑ دیا جائے گا اور قرلی پر عمل کیا جائے گا۔ ترک رفع یدین کی قرلی حدیث مذہب احناف کی دلیل ہے۔ جس میں واضح طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین کرنے سے منع فرمایا ہے۔

الاختبار السنوی الہائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اہل السنۃ) پاکستان

سراٹھ امتحان الشہادۃ العالمیہ (ایم۔ اے عربی و اسلامیات سال دوم) برائے طلباء

الموافق سنۃ 1444ھ 2024ء

الوقت المحدد: الورقة الخامسة: سنن النسائي و ابن ماجه مجموع الاوراق
لثلاث ساعات

الملاحظة: اجب عن سؤاالن من كل قسم

القسم الاول: سنن النسائي

السؤال الاول: عن عبد الله بن مسفل ان رسول الله صلى الله عليه وسلم امر بفيل
الكلاب و رخص في كلب الصيد و الغنم و قال اذا ولع الكلب في الاناء فاعسوا
سبع مرات و عفروه الثامنة بالتراب .

(الف) شكل الحديث و ترجمه الى العربية؟

(ب) بين اختلاف الائمة في تطهير الاناء اذا ولع الكلب فيه بالدلائل؟

(ج) ما هو الحكم لسور الهرة و سور الحائض و سور الكافر؟

السؤال الثاني: عن عبد الله بن زيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما بين
بيتي و منبري روضة من رياض الجنة .

(الف) بين الدلائل ان هذا القطعة المباركة هل هي روضة من رياض الجنة

حقيقة ام المراد تمثيل؟ لما التحق عند محققى اهل السنۃ؟

(ب) هل البيت و المنبر الشريفان خارجان من حدود الروضة كما يزعم

من ظاهر العبارة ام داخلان فيها فعليك ان تبين مؤلفك بالدليل؟

السؤال الثالث: عن ابي هريرة رضى الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول اللهم انى اعوذ بك من الجوع لانى الضجيع و اعوذ بك من الجبانة لانه
يتست البطانة .

(الف) ترجم الحديث و اخرج معنى الضجيع و البطانة؟

(ب) لم النى صلى الله عليه وسلم استعاذ من الجوع؟ و هو محبوب عند
عبد الله الصالحين .

(ج) كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصرد من عين الجبان و عن

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء 2024ء

الورقة الخامسة: سنن النسائي وابن ماجه

القسم الاول: سنن النسائي

السوال الاول:-

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْقِلٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكَلْبِ
وَرَحْصٍ لَيْسَ تَكْلِبُ الْقَيْدَ وَالْقَتَمَ وَلَا لَئِذَا وَلَعَ الْكَلْبُ فِي الْأَنَاءِ لَا غَسْلُوهُ
مَبْعَ مَرَاتٍ وَغَيْرُوهُ الثَّامِنَةُ بِالتَّرَابِ .

(الف) شکل الحدیث و ترجمہ الی اردو؟

(ب) بین اختلاف الائمة فی تطہیر الاناء اذا ولع الکلب فیہ بالدلائل؟

(ج) ما هو المحکم لسور الہرة و سور الحائض و سور الکافر؟

جوابات: (الف) شکل الحدیث: تکمیل حدیث سوالیہ حصہ میں کر دی گئی ہے۔

ترجمہ الحدیث: حضرت عبداللہ بن معقل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کتوں کو مارنے کا حکم دیا۔ شکاری کتوں نیز بکریوں کی رکھوالی کرنے والے کتوں کی اجازت دی ہے۔
آپ نے فرمایا: جب کتا برتن میں منڈال دے تو اسے سات مرتبہ دھو لو اور آٹھویں مرتبہ مٹی سے مانجھو۔
(ب) برتن کو پاک کرنے میں اختلاف آئمہ: اگر کتا برتن میں منڈال دے تو اس برتن کو صاف
پاک کرنے میں اختلاف آئمہ بالدلائل درج ذیل ہے:

جہود فقہاء امام شافعی، امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف: ان تمام آئمہ کے نزدیک جس
برتن میں کتا منڈال دے وہ نجس ہو جاتا ہے اور اس کو سات مرتبہ دھونا واجب ہے۔
دلیل: ابن کی دلیل یہ ہے:

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کتا
تمہارے کسی برتن میں منڈال دے تو اسے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے سات مرتبہ دھو۔
امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتے کے جوٹے برتن کو
سات مرتبہ دھونا مستحب نہیں ہے بلکہ برتن صاف کرنا ضروری ہے۔ لہذا آپ کے نزدیک برتن کو ٹین مرتبہ
دھونا کافی ہے۔

دلیل: آپ کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کتے کے جوٹے برتن کو سات مرتبہ

دھونے کی روایت بیان کی ہے لیکن پھر آپ نے ہی کتنے کے جھوٹے برتن کو تین مرتبہ دھونے کی توان اور فضا
روایت بھی بیان کی ہے مرنے والا اور مرنے والا بھی۔

- ۱۔ امام دارقطنی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے
فرمایا: جب کتا کسی برتن میں منڈال دے تو اس برتن کی چیز گرا دو پھر اس برتن کو تین مرتبہ دھو۔
- ۲۔ امام ابن عدی نے کامل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ الفاظ میں روایت کیا ہے۔
(ج) جھوٹوں کا حکم:

سورہ الحجر: سورہ الحجر پاک ہے مگر مکروہ تحریمی ہے۔ اگر مٹی کے جھوٹے پانی کے علاوہ دوسرا پانی نہ
ملے تو اس سے وضو کرنا جائز ہے۔ تیمم کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر مٹی کے جھوٹے پانی کے علاوہ اور پانی
موجود ہو تو پھر اس جھوٹے پانی سے وضو کرنے سے وضو ہو جائے گا مگر مکروہ ہوگا۔

سورہ النہل: حیض والی عورت کا جھوٹا پاک ہوتا ہے۔ اگر اس کا لعاب یا پس خوردہ پانی وغیرہ میں گر
جائے تو وہ پانی کی صحت اور طہارت پر کوئی آج نہ آئے گی اور اس سے وضو کرنا درست ہوگا۔
سورہ الکافر:

کافر کا جھوٹا بھی پاک ہوتا ہے۔ لہذا اس کے جھوٹے پانی سے وضو کرنے سے وضو ہو جائے گا۔

السؤال الثاني:-

عن عبد الله بن زيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما بين بيتي و
منبري روضة من رياض الجنة .

(الف) بین الدلائل ان هذا القطعة المباركة هل هي روضة من رياض الجنة حقيقة ام
المراد تمثيل؟ فما التحقيق عند محققى اهل السنة؟

(ب) محل البيت و المنبر الشريفان خارجان من حدود الروضة كما يوهم من ظاهر
العبارة ام داخلان لهما فعليك ان تبين ملائكتك بالدليل؟

جوابات: (الف) ریاض الجنہ کا جنت کی کیاری ہونا: ایک قول یہ ہے کہ ریاض الجنہ جنت ہی سے
آیا ہوا حصہ ہے۔ دوسرے قول کے مطابق اتنی جگہ اللہ کر جنت کی ایک کیاری بن جائے گی۔ ایک اور قول
کے مطابق جو شخص یہاں ذکر الہی میں مشغول رہے گا جنت میں داخل ہوگا اور جنت کی کیاریوں میں سے
ایک کیاری اسے دی جائے گی۔ ایک اور قول کے مطابق کہ یہاں رحمت و سعادت دے دی جائے گی ہوتی ہے
جس طرح روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم
جنت کے باغوں میں سے گزرو تو ان میں چل لیا کرو۔ صحابہ نے سوال کیا: یا رسول اللہ جنت کے باغات کیا

ہیں؟ فرمایا: ذکر کے ملتے یعنی جس جگہ کوئی ناز پڑتا ہے یا کوئی ذکر کرنے والا اللہ کا ذکر کرتا ہے یا کوئی شخص اللہ کی اطاعت کرتا ہو تو یہ چیزیں اسے جنت کی طرف لے جائیں گی۔

علماء اہلسنت کے نزدیک یہ جگہ پہلے جنت کی کیاری تھی وہاں سے لاکھ تھی جس طرح اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جنت کا سنگ اسود دیا اسی طرح اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ جنت کا باغ عطا فرمایا۔ جو یہاں آگیا کو یہ جنت میں داخل ہو گیا یا یہ جگہ جنت کے مقابل ہے۔ اس کی جگہ کا جنت ہونا مجاز ہے کیونکہ اگر حیض آکر یہ جنت ہوتی تو یہاں بھوک و پیاس نہ لگتی کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ان لك الا لجوع فيها ولا تعبى (طہ: ۱۱۸)

(ب) گھر اور منبر شریفین کا روضہ کی حدود میں داخل یا خارج ہونا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور آپ کے گھروں میں سے ایک گھر ہے کیونکہ آپ کا وہ گھر جس میں آپ کی قبر انور ہے وہ آپ کے گھروں میں سے ایک گھر ہے اور آپ کا گھر حجرہ شریف اور قبر انور ایک ہی جگہ ہے۔ منبر اور محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالکل متصل ہیں اور یہ روضہ کی حدود میں داخل ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”منبر میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔“

السوال الثالث:-

عن ابي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اللهم اني اعوذ بك من الجوع فانه ينس الضجيع و اعوذ بك من الخيانة فانه ينس البطانة .

(الف) ترجمہ الحديث و اشروع معنى الضجيع والبطانة؟

(ب) لم النسي صلى الله عليه وسلم استعاذ من الجوع؟ و هو محبوب عند عباد الله الصالحين؟

(ج) كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتعوذ من غيب الجن و عين الانس "ما المراد بهذا الحديث؟ ابن مفضل؟

جوابات: (الف) ترجمہ الحديث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ مانتر پڑھتے تھے: اے اللہ! میں بھوک سے تیری پناہ مانگتا ہوں کیونکہ وہ میرا ساتھی ہے اور میں خیانت سے تیری پناہ مانگتا ہوں کیونکہ وہ میری خلعت ہے۔

منجی کا معنی: منجی کا لفظی مطلب ہے ساتھ لینے والا، بھوک ہمیشہ انسان کے ساتھ ہی رہتی ہے، بھوک کی حالت نہ تو وجہ سے عبادت ہو سکتی ہے اور نہ ہی آرام سے نیند آتی ہے۔

بطائے کا معنی: بطائے اس لباس کو کہا جاتا ہے جو جسم سے متصل پہنا جاتا ہے اور دوسرے کپڑے اسے پہنایا جیتے ہیں۔ اسی طرح خیانت ایک پوشیدہ عیب / برائی ہے جو ظاہر ہونے پر انسان کو بدنام کر دیتی ہے۔
(ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھوک سے پناہ مانگنے کا سبب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھوک سے اس لیے پناہ مانگی کیونکہ اس سے طاقتور بدن اور ہوا اس میں کمزوری آ جاتی ہے۔ جس کا اثر عبادت میں کمی، خشوع و خضوع اور حضوری میں خلل کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہ بدترین بھوک ہوتی ہے لیکن وہ بھوک بدترین نہیں ہوتی جس کا مقصد ریاضت و مجاہدہ ہو اور اعتدال اور اپنی حالت کے موافق ہو کیونکہ یہ باطن کی صفائی، دل کی لورائیت اور بدن کی صحت و سلامتی کا سبب ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے اللہ کے نیک بندوں کے نزدیک بھوک محبوب ہوتی ہے۔

(ج) جنوں اور انسانوں کی نظریہ سے پناہ مانگنا: نظریہ برحق ہے اور ضروری نہیں کہ نظر صرف انسان کی ہی مقرر ہو بلکہ جنات کی بھی نظر بدلتی ہے کیونکہ جن انسانوں کو ایذا دینے اور تکلیف پہنچانے کے لیے ان پر قلب و قتل حاصل کر سکتے ہیں۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہر وقت اللہ رب العزت سے خبیث و شریر جنوں کے شر سے محفوظ رہنے کی دعا کرتے رہیں اور اس کی پناہ مانگتے رہیں۔ نظریہ کا اثر صرف انسانوں پر ہی نہیں ہوتا بلکہ جمادات پر بھی ہوتا ہے۔ اس کا اثر دواؤں وغیرہ سے ختم نہیں ہوتا بلکہ معوذات کی ضرورت پڑتی ہے۔ نظریہ چاہے جنوں کو ہو یا انسانوں کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے۔

القسم الثانی سنن ابن ماجہ

السؤال الرابع :-

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل صعل ابن آدم یطاعف الحسنۃ بعشر امثالها الی سبع مائۃ صعل الی ما شاء اللہ و یقول اللہ الا الصوم فانه لی و انا اجزی بہ .

(الف) بین معنی الصوم لغة و شرعا و المناصبۃ بینہما؟

(ب) ان الحدیث المذكور یخالف الظاہ لان جمیع العبادات لله تعالیٰ واللہ تعالیٰ یشجری جزاء جمیع العبادات لعلیک ان تبین و جوہا اربعۃ للعلماء الکرام فی

معنی هذا الحدیث؟

(ج) ما معنی "صام دازد" ہں فی ضوء الحدیث؟

بیرواات: (الف) ترجمہ الحدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابن آدم کا ہر عمل دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے سوائے روزے کے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا۔

روزہ کا لغوی معنی و شعری معنی: روزے کا لغوی معنی ہے "رک جانا اور کسی کام کو ترک کر دینا" شریعت میں روزہ کا معنی ہے طلوع فجر سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور عمل ازواج سے رکے رہنا۔

دونوں معنوں میں مناسبت: صوم کا لغوی معنی بھی رک جانا ہے اور اگر شرعی لحاظ سے اس کے معنی کو دیکھا تو اس کا منہموم بھی یہی ہے کہ طلوع فجر سے غروب آفتاب تک امور مٹلاش سے اپنے آپ کو روکے رکھا جائے۔ لہذا لغوی و شرعی اعتبار سے دونوں معنی میں مناسبت پائی جاتی ہے اور وہ ہے رک جانا / اسماک۔

(ب) فرمان الہی "روزہ میرے لیے ہے" کی چار وجوہات: حالانکہ تمام عبادات اللہ ہی کے لیے ہوتی ہیں اس کے باوجود اللہ نے روزہ کی اضافت اپنی طرف کرتے ہوئے فرمایا: "روزہ میرے لیے ہے" اس خصوصیت کے حوالے سے علماء کرام نے متعدد وجوہات بیان کی ہیں جن میں سے چار یہ ہیں:

پہلی وجہ: روزہ دنیا کا دی سے پاک ہوتا ہے اس لیے یہ عبادت خاص اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہے برعکس باقی عبادتوں کے کیونکہ نماز، زکوٰۃ اور حج ادا کرتے ہوئے لوگ ان عبادات کو دیکھ لیتے ہیں لیکن روزہ میں ایسا کوئی عمل نہیں ہوتا کہ جسے ادا کرتے ہوئے لوگوں کو روزے کا علم ہو سکے سوائے روزہ دار کے اور اس کے دب کے۔

دوسری وجہ: باقی تمام عبادات ظاہر و کفر شے لکھ لیتے ہیں لیکن روزے کو نہیں لکھتے۔

تیسری وجہ: روزہ رکھنے کا بندے کو دنیا میں کوئی بدلہ نہیں ملتا۔

چوتھی وجہ: روزہ میں جب بندہ دن کے کچھ حصہ میں اپنی طبی ضروریات سے مستغنی رہتا ہے تو گویا وہ صفت الہی کا مظہر بن جاتا ہے کیونکہ استغناء صفات الہی میں سے ایک صفت ہے۔

(ج) صیام داؤد: صیام داؤد سے مراد یہ ہے کہ حضرت داؤد ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن انظار کرتے تھے اس کے حوالے سے دلیل یہ حدیث مبارکہ ہے:

حدیث مبارکہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے بارے میں خبر دی گئی کہ میں کہتا ہوں کہ میں ساری رات نماز پڑھوں گا اور تاحیات ہر روز روزہ رکھوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا واقعی تم نے یہ باتیں کہی ہیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں رسول اللہ تو آپ نے فرمایا: تم یہ نہ کر سکو گے روزہ بھی رکھو اور انظار بھی کرو۔ نیز بھی کرو اور رات کو نماز بھی پڑھو۔ مہینہ میں تین روزے رکھ لیا کرو کیونکہ اس نیکی کا دس گنا اجر ملتا ہے اور ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ہے۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں؟ تو آپ